شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

اولیاء اور علماء کی مصاحبت کے برکات

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم یاایها الذین امنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین صدق الله العلی العظیم (سورۃ توبہ۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۴)

خالقِ مخلوقات نے حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک تمام انبیاء و رسولوں کو انسانوں کے عقائد و افعال واصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس اہم مشن کے ادائیگی کے لئے کہیں اللہ نے پیغمبروں کے ذریعہ اپنی مقدس کتابوں کو بذریعہ وحی ارسال فرمایا تو کہیں مخاطبین کے مطالبہ پر اتمام حجت کے طور پر بے شمار معجزات کا ظہور کر کے اپنے قادر مطلق ہونے کے واضح اور غیر مبہم دلائل مہیا فرمائے۔ اسی سلسلہ کی اہم ترین الٰہی دستاویز اور جامع و مکمل ترین کتاب قرآن مجید کی شکل میں حضور ﷺ کے ذریعہ تا قیامت پیدا ہونے والی نسلوں کے ظاہر و باطن کی درستگی اور حق و باطل میں تمیز کے لئے نازل فرمایا جو اول سے آخر تک انسان کے انفرادی، اجتماعی، اقتصادی و معاشرتی اور سماجی مسائل میں دینی و دنیوی لحاظ سے مکمل مشعلِ راہ ہے۔

قرآن کی برکات:

روحانی و شرعی امراض اور کجی کے ازالہ اور نجات کے لئے گئی آیات میں روحانی علاج اور ادویہ تجویز کئے گئے انہی حق تعالیٰ کے بتائے ہوئے نسخوں کی احتیاط و اخلاص سے استعمال سے بعد عرب کے بدو جاہل اور ان پڑھ تاریخ اسلام کے آفتاب و ماہتاب بن گئے۔ اور اسی قرآن کے سنہری اصولوں پر عمل کے نتیجے میں ظاہری مال و متاع اور دنیاوی کروفر سے محروم صحابہ اور مسلمانوں نے دنیا کے کونے کونے میں اور دور افتادہ علاقوں تک سلطنتِ اسلامی کی حدود پھیلا دیئے۔

قرآن کے انہی راہنما اصول و ہدایات کے ضمن میں آج کی تلاوت شدہ آیت کو بھی اہم مقام و حیثیت حاصل ہے جس پر عمل کر کے دین و دنیا کے مصائب سے نجات اور ترقی کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ اور اس دور کی پستی و ذلت میں مبتلا مسلمانوں کے احوال بھی پلٹ کر دنیوی و اخروی کامرانیوں کی صورت میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

انحطاط کے اسباب:

آخر ہم نے کبھی سوچا ہے کہ وہی قرآن، وہی احادیث کے ذخائر، صحابہ کے اقوال و حالات، سلف صالحین اولیاء اللہ کے نمایاں کارنامے اپنے بزرگوں کے روحانی اور تقویٰ سے لبریز معمولات و واقعات ہمارے سامنے ہیں اس کے باوجود امتِ مسلمہ تنزل اور ذلت کی طرف رواں دواں ہے۔ آپ میں سے بڑی عمر کے حضرات کو یاد ہوگا کہ تقسیم ہند سے پہلے پورے برصغیر پاک و ہند میں اس پورے خطے کا واحد بڑا دینی ادارہ دارالعلوم کے نام سے ہندوستان کے قصبہ دیوبند میں موجود تھا جو آج بھی دارالعلوم دیوبند کے نام سے اطراف عالم میں مشہور ہے نہ صرف موجودہ پاکستانی علاقہ بلکہ دور کے اسلامی ممالک سے علوم دینیہ کے عشاق سفر کے بے پناہ تکالیف کا سامنا کر کے دیوبند کے مرکزِ علمی میں علوم دینیہ سیکھنے کے لئے جاتے تھے۔ وہاں کئی سال گزارنے کے بعد اپنے علاقوں میں احکام شرعیہ کی اشاعت میں سرگردان ہو کر گرد و پیش میں تبلیغی، تدریسی و اصلاحی فرائض سرانجام دیتے۔ اس کی فراغت اور واپسی پر تمام علاقہ میں دھوم مچ جاتی کہ فلاں صاحب عالم بن کر دیوبند سے واپس آیا ہے، وہ مرجع خلائق بن کر لوگوں کی دینی پیاس کو بجھاتا لوگ اس کی باتوں پر یقین کر کے اپنی اصلاح کرتے اور شرعی امور میں اس کی بات کو سند مانتے۔

اب گاؤں گاؤں دینی ادارے ہیں۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں طلباء مدارس میں پڑھ کر فارغ ہو رہے ہیں۔ کوئی علاقہ ایسا نہیں جس میں کسی مستند مدرسہ کا فارغ التحصیل نہ ہو۔ صبح و شام مساجد میں تفسیر و احادیث کے محافل کا انعقاد بھی بکثرت ہے۔ ہر مسجد و محلہ کے خطیب و امام بھی جمعہ و دیگر مواقع کے خطبات میں اللہ اور رسولؐ کے احکامات زور و شور سے بیان کرتے رہتے ہیں۔ پہلے ادوار میں دینی تعلیمات پر مشتمل کتب زیادہ تر عربی و فارسی لغت میں چھاپی جاتیں جن کا پڑھنا ایک عام آدمی کے لئے مشکل بلکہ ناممکن تھا مگر اب تو ہر لغت خواہ اردو ہو انگریزی یا پشتو یعنی تمام علاقائی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں بمشکل کوئی اپنے آپ کو امی یا عامی کہہ سکے گا کیونکہ عالم صرف اس کو نہیں کہتے جو دارالعلوم حقانیہ یا دیوبند کا فارغ ہو۔ بلکہ جس کو بھی دین کے ضروری مسائل معلوم ہوں تو عالم ہے وہ الگ بات ہے کہ کسی کا احاطہ علمی وسیع ہو تو بڑا عالم کہلائے گا اور جس کسی کے معلومات محدود ہوں وہ چھوٹا عالم دینی و اصلاحی رسالوں و جرائد کی بھرمار ہے۔ کتب کے سٹالوں میں جانے کا اتفاق ہو تو اگر فحش لٹریچر موجود ہے تو اس کے مقابلہ میں دینی و اصلاحی کتب کے کافی ذخائر بھی دستیاب ہیں۔ ملکی ذرائع ابلاغ اگر دل سے نہ بھی چاہیں ملک میں بسنے والے نیک دل مسلمانوں کے خوف سے کبھی کبھار، تدبر قرآن، تفسیر قرآن جیسے پروگراموں کو (اگر چہ ان کی حیثیت حیا سوز پروگراموں کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں) نشر کرتی رہتی ہیں گویا اکثر و بیشتر کلمہ گو دینی اور بے دینی میں فرق اور تمیز کرنے والے مسائل شرعیہ سے آگاہ ہیں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کو بھی جان کر انجام خیر و شر سے بھی واقف ہیں، افرادی قوت کے لحاظ سے بھی آج مسلمانوں کو دیگر اہل ادیان پر فوقیت حاصل ہے، اللہ کی تمام نعمتیں مسلمانوں کے پاس ہیں، اس ترقی یافتہ دور کے دو اہم اقتصادی ہتھیار یعنی

تیل وسونا چاندی سے بھی مسلمان ممالک مالا و مال ہیں۔ذہانت کے اعتبار بھی مسلم غیر مسلموں سے بہت آگے ہیں۔جدید وسائنسی علوم اور ایجادات میں غیر مسلم بھی ان کی مہارت کے معترف ہیں۔پھر وجہ کیا ہے کہ ان تمام امور کے باوجود بھی آج کا مسلمان انفرادی و اجتماعی ہر دو اعتباروں میں دینی و دنیوی لحاظ سے ترقی کرنے کے بجائے اس کا گراف نیچے کی طرف گر رہا ہے۔دینی لحاظ سے جو مقام گزشتہ ادوار کے مسلمانوں کو باوجود کم علمی کے حاصل تھا وہ بھی نہیں اور دنیاوی لحاظ سے جو دبدبہ اور غلبہ تھا وہ بھی مفقود ہے۔

اس پستی و ذلت کی کئی وجوہات ہو سکتے ہیں مگر سب سے اہم اور بڑی وجہ ہمارے معاشرہ اور ماحول کا غیر شرعی ہونا ہے۔مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ ہونا چاہیے تھا۔زبان سے تو سارا دن ہم اسلامی احکامات کے ثمرات و برکات کا ورد کرتے اور سنتے رہتے ہیں مگر اپنا گردوپیش تو اسلامی ہونا دور کی بات ہے ہم اپنے چند فٹ قد وقامت پر بھی اسلام کو جاری نہیں کر سکتے اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ تمہاری شکل ولباس غیر مسلموں کے مشابہ ہے تو غلطی تسلیم کرنے کی بجائے انتہائی شانِ بے نیازی سے کہہ دیتے ہیں کہ ظاہری شکل وشباہت حقیقی مسلمانوں سا ہونے کی کیا ضرورت ہے مسلمانی ہمارے دل میں موجود ہے یہی حال اپنے قریب ترین عزیزوں مثلاً بیوی واولاد کے بارہ میں ہے کہ اہل وعیال کے سربراہ کو غیر شرعی اعمال ورسم ورواج کے مسائل تو اکثر معلوم ہوتے ہیں مگر اپنے گھروں میں رائج کرنے والے بے دینی کو ختم کرنے کی طرف دھیان ہی نہیں۔گھر سے ذرا باہر محلہ وبازار اور گاؤں وشہر منکرات اور برائیوں کے مستقل اڈے بنے ہوتے ہیں۔گناہوں میں مبتلا دور کے عزیزوں پڑوسیوں اور شہریوں کو شرعی حکم کہ ہاتھ سے پکڑ کر منع کیا جانے کا تو تصور ہی نہیں بلکہ حدیث کے مطابق اپنے ضعیف الایمانی کا ثبوت دے کر ان لوگوں سے دل میں بھی نفرت پیدا نہیں ہوتی۔اسلام کے بہترین اوصاف مثلاً امانت، سچ، انسانی ہمدردی جیسے اصول غیر مسلموں نے اپنا کر دنیا تو اپنی سنوار دی ہم نے اپنے وہ اصول چھوڑ کر شکل وصورت اور پورے معاشرہ میں کفار کی نقل شروع کر کے دنیا بھی برباد کر دی اور آخرت کے اعتبار سے اپنے آباؤ اجداد اور بزرگوں کی دینی ودنیوی کامرانیوں پر پانی پھیر دیا۔

عظمت رفتہ کا حصول:

اگر ہم مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے حصول کے خواہاں ہیں تو یہ مقصد نہ تو خالی تقریروں، جلسوں اور مطالبوں سے حاصل ہوگا اور نہ صرف دعاؤں سے بلکہ سب سے پہلے اپنے آپ کو اور پھر اپنے گردوپیش کو صحیح انداز میں اسلام کے قالب میں فٹ کرنے سے حالت ذلت سے عظمت میں بدلے گی۔اور یہ تب ہوگا کہ جیسے ابتداء میں تلاوت شدہ آیت کریمہ میں ذکر ہے کہ ہر ایک اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کرے اور دوم صورت وسیرت نیک لوگوں، علماء وصلحا کی سی اختیار کی جائے۔سیرت صادقین کی طرح ہونے کے لئے صالحین کی مجالس میں بیٹھنا اور آنا جانا لازمی ہے۔مسلمانوں کی تاریخ پر اگر سرسری نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان گنت لوگوں کے عقائد وکردار میں تبدیلی اور انقلاب کا سبب صرف

اور صرف نیک اور صلحاء کی ہم نشینی ہی ہے۔

صحبت صالحین:

اور یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے علماء اور اللہ کے برگزیدہ بندوں سے تعلق رکھنے اور ان کی اتباع کو نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی انہی کے ساتھ اٹھنے اور ان کے زمرہ میں شمار ہونے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے:

عن انسؓ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ﷺ متی الساعۃ قال ویلک وما اعددت لھا قال ما اعددت لھا الا انی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت الخ (رواہ البخاری ومسلم)

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی حضورؐ نے فرمایا تم پر افسوس ہے تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس شخص نے جواباً کہا میں نے تو کوئی خاص تیاری نہیں کی البتہ میرے پاس ایک نعمت ضرور ہے اور وہ اللہ اور اس کے نبیؐ کے ساتھ میری والہانہ اور حقیقت پر مبنی محبت ہے۔ یہ جواب سن کر آپؐ نے فرمایا۔ تم دنیا اور آخرت میں اس کے ساتھ ہو جس سے تمہاری محبت ہو۔''

صحبت اشرار کے مضرات:

نیک اور بدکار ہم نشین سے دوستی اور تعلق رکھنے والے کو آنحضرتؐ نے اس ارشاد کے ذریعے فائدہ اور نقصان سے آگاہ فرمایا۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحاً طیبا ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک واما ان تجد منہ ریحاً خبیثۃ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ نیک اور بد ہم نشین کی مثال مشک رکھنے والا اور دھونکنی دھونکنے والے کی سی ہے مشک رکھنے والا یا تو تم کو کبھی مفت مشک دیدے گا یا استطاعت کی صورت میں تم خود اس سے خرید لو گے یا اگر مذکورہ دونوں صورت نہ ہوں تو اس کے ساتھ مسلسل بیٹھنے کی وجہ سے اس کی خوشبو تمہارے بدن اور کپڑوں میں سرایت کر کے کچھ تو حاصل ہو جائے گی۔ اور دھونکنی دھونکنے والے کی آگ کے ذرات یا تو تمہارے کپڑوں اور بدن کے کسی حصہ کو جلا دے گا اگر اس سے بچ گئے تو آگ اور راکھ کی بدبو تو تمہارے دماغ کو متاثر کر دے گی۔''

عجیب حکیمانہ انداز سے نیکوکار کی دوستی اختیار کرنے اور بدکار سے قطع تعلق پر زور دے کر دونوں کے اثرات کو

انتہائی سادہ و عام فہم طور سے واضح فرمایا کہ نیک و عالم اور اللہ کے ولی سے دوستی اور ان کی مجلس میں بیٹھنے سے اگر وقتی فیض و ظاہری اثر نہ ملے تو کیا یہ کوئی معمولی نعمت ہے کہ اس نفسانفسی اور بے اطمینانی کے دور میں چند لمحات سکون و اطمینان کے میسر ہوئے۔ اور یہی کیفیت بدکار کی ہے کہ اس کے ہم مجلسی میں اول تو دنیا و دینی دونوں کی تباہی ہے اس کی دوستی اور اس کے ساتھ محبت کرنے والے کے دل کا نور ایمان ماند پڑ جاتا ہے اگر اس نقصان سے محفوظ بھی رہا تو کیا یہی کم ہے کہ جو فرصت و لمحات اللہ نے اپنے ذکر و عبادت کے لئے مہیا فرمائے وہ لاحاصل اور بے کار صحبت میں ضائع ہوئے۔

اخروی و دنیوی فوز و فلاح کے اسباب و ذرائع میں حضورؐ نے اہم سبب اہل اللہ کے مجالس میں حاضری اور بیٹھنے کو قرار دیا اور ارشاد فرمایا۔

عن ابی رزین قال قال رسول اللہ ﷺ هل ادلک علی ملاک هذا الامر الذی نفیب به خیر الدنیا و الاخرة علیک بمجالس الذکر الخ (رواہ البیھقی)

''حضرت ابورزین سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم کو دین و شریعت کی جڑ نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکو ان میں اول سبب اہل اللہ (یعنی صلحاء) کی مجالس میں بیٹھنا اپنے اوپر لازم کر لو۔''

نیک و صالح لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کا فوری اثر یہ ہوگا کہ ظاہری شکل و صورت ان کے ہم شکل و ہم لباس بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی۔ اور جب ظاہری مشابہت اختیار کر لی جائے تو اللہ جل جلالہ غیور ذات ہیں باطن کو ظاہر کے رنگ میں ڈال کر ظاہر و باطن صلحاء و ابرار کے مطابق کر دیتے ہیں۔ ظاہر باطن پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ سے مشابہت کے برکات:

حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون کی دعوت پر آئے ہوئے ماہر جادوگروں نے موسیٰؑ کی طرف لباس پہننے کی خواہش کا اظہار کر کے ظاہری مشابہت اختیار کر لی۔ اللہ کو جادوگروں کی یہ غیر ارادی ادا بھی ایسی پسند آئی کہ دوبارہ کفر کا لباس پہننے کا موقع ہی نہ دیا اور مقابلہ کے بعد بے ساختہ کہنے لگے۔

آمنا برب العالمین رب موسیٰ وھرون۔

آپ نے تفصیلی قصہ مختلف مواقع پر سنا ہے کہ ساحرین فرعون ایمان لانے کے لئے نہیں بلکہ موسیٰ و ہارون کو شکست دے کر نیچا دکھانے کے لئے میدان میں آئے صرف ظاہری صورت پیغمبری بنانے کا باطن پر اثر ہونے سے کامل مومنین بن گئے۔

کسی قوم سے مشابہت:

ہمارے ہاں تو یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ ''خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے''۔ اگر ایک شریف و بااخلاق شخص مسلسل بدکاری کی مجالس میں آتا جاتا رہے ان سے ربط و تعلق رکھے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمام امور اور اخلاق و عادات میں برے لوگوں کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن جائے گا۔ مضبوط اعصاب و قوت ارادی رکھنے والا فرد اگر شرابیوں'

افیونیوں اور دیگر نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والوں کا جلیس و ساتھی بن جائے تو وہ دن بھی دیکھ لے گا کہ اس کے قوی مضمحل ہو کر اس کو جواب دے دیں گے اور ارادے میں وہ تزلزل پیدا ہوگا کہ عادی نشہ کرنے والوں سے بھی کئی قدم آگے بڑھ جائے گا۔ کیونکہ ظاہری رفاقت و دوستی بدکاروں سے تھی جس کا اثر باطن میں بھی سرایت کر جائے گا۔

ایک مشہور حدیث کسی کی مشابہت سے اس کا اثر قبول کرنے کے بارے میں آپ خطباء و واعظین سے ہمیشہ سنتے رہتے ہیں۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (رواۃ ابوداؤد)

''ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار انہی میں ہوگا''

یعنی اگر ایک فرد یا قوم اپنے لباس شکل وصورت اور عادات و اطوار کو کسی کافر یا فساق و فجار کے مشابہ بنا لے تو اس کے نامہ اعمال میں بھی وہی گناہ درج ہوں گے جو کہ کافر اور فساق کو ملتے ہیں۔ آج بد قسمتی سے مسلمانوں کی بڑی تعداد کفار کی نقالی میں دن رات مصروف ہے۔ شکل وصورت بھی کفار کی، یہود و نصاریٰ کی طرح داڑھیوں سے بے نیاز سر کے بال انگریزوں کی طرح، لباس غیر مسلموں سا۔ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اسلام دشمنوں کے مشابہ۔ اس ظاہری مشابہت کا باطن پر اثر یہ ہوا کہ ایسے طبقہ کی مسلمانی برائے نام کی رہ گئی ہے۔ دلوں سے اسلام کی عظمت اور نور ختم ہو کر کفاروں کا رعب و ہیبت جاگزین ہوا۔ اسلام اور مسلمانی سے متاثر ہونے کی بجائے یہ طبقہ کفار اور ان کی عادات و اطوار کی تعریفیں کرتے کرتے تھکتے نہیں اور یوں ایسے لوگ ان کفار و اغیار کے ساتھ ان کو ملنے والی سزا میں بھی شریک ہوں گے اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے آپ کو علماء، صوفیاء اور اہل اللہ کے نمونہ کے مطابق بنائے گا اور ان جیسی عادات و اخلاق اور رہن سہن اختیار کرے گا تو وہ نیکی اور اجر و ثواب میں بھی صالحین کے ساتھ شامل ہوگا۔ فوری فائدہ تو اس مشابہت کا یہ ہوگا کہ کئی ایسے گناہ کے مقامات اور مواقع جن میں مبتلا ہونا یقینی ہوتا ہے صرف صلحاء کی طرح ظاہری شکل وصورت رکاوٹ بن کر اس شخص کو گناہ سے بچا دیتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ اگر اسی طرح جاری رہے کہ صلحا کی مجالس میں آنا جانا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو ان کی طرح شکل وصورت بنائی جائے ان کی عادات و اطوار پر عمل پیرا ہو تو زندگی میں انقلاب آ کر ایمان و اسلام اور تقویٰ کے نور سے قلب منور ہونے کے بعد ایک فرد کامل مسلمان بن جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ ہم گناہ گاروں کو صلحا کے زمرہ میں شمار کر کے سعادت دارین سے ہمکنار فرمادیں۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے